تاریخ کے ساتھ یہ ناانصافی کیوں؟

دوسری و آخری قسط

ہندی تحریر: پروفیسر ڈاکٹر بی۔ این پانڈے مورخ و سابق گورنر اڑیسہ

مترجم: محمد نوشاد عالم چشتی، کوروکشیترا یونیورسٹی، ہریانہ

اورنگ زیب پر ہندو دشمنی کا الزام لگانے کے حوالے میں جس فرمان کو بہت اچھالا گیا ہے وہ "فرمانِ بنارس" کے نام مشہور ایک دستاویز ہے یہ فرمان بنارس کے محلہ گوری کے ایک برہمن خاندان سے متعلق ہے۔ ۱۹۰۵ء میں اسے گوپی اُپادھیائے کے نواسے منگل پانڈے نے سٹی مجسٹریٹ کے سامنے پیش کیا تھا۔ پہلی ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کے جرنل (جریدہ) نے ۱۹۱۱ء میں شائع کیا تھا۔ جس کے نتیجہ میں تحقیق کرنے والوں کی توجہ ادھر مبذول ہوئی۔ اسی وقت سے مورخین اکثر اس کا حوالہ دیتے آرہے ہیں اور وہ اس بنیاد پر اورنگ زیب پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ اس نے ہندو مندروں کے تعمیر پہ پابندی لگا دی تھی۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اس فرمان کی اصل اہمیت ان (مورخین) کے عصبیت زدہ نگاہوں سے اب بھی اوجھل رہ جاتی ہے۔

یہ تحریری فرمان اورنگ زیب نے ۱۵ جمادی الاول ۱۰۶۵ھ مطابق ۱۰ مارچ ۱۶۵۹ء کو بنارس کے مقامی حاکم کے نام بھیجا تھا جو ایک برہمن کے شکایت

کے سلسلے میں جاری کیا گیا تھا۔ وہ برہمن ایک مندر کا مہنت تھا اور کچھ لوگ اسے پریشان کر رہے تھے۔ فرمان میں کہا گیا ہے۔

"ابوالحسن کو ہماری شاہی فیاضی کا قائل رہتے ہوئے یہ جاننا چاہیئے کہ ہماری جبلّی مہربانی اور فطری جذبۂ انصاف کے مطابق ہمارا مسلسل جدوجہد اور منصفانہ ارادوں کا مقصد عوام کے فلاح و بہبود کو بڑھاوا دینا ہے۔ اور تمام ادنیٰ و اعلیٰ طبقے کے حالات کو بہتر بنانا ہے اپنے پاک قانون کے مطابق ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ قدیم مندروں کو تباہ اور برباد نہیں کیا جائے۔ البتہ نئے مندر نہ بنائیں جائیں۔"

ہمارے اس منصفانہ دور میں ہمارے دربار عالیہ میں یہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ کچھ لوگ بنارس شہر کے ہندو باشندگانوں اور ان کے مندروں کے برہمنوں و پجاریوں کو پریشان کر رہے ہیں نیز ان کے معاملے میں دخل اندازی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ حالانکہ یہ قدیم منادر انہیں کی دیکھ بھال میں ہیں۔ اس کے علاوہ وہ لوگ چاہتے ہیں کہ ان (آبائی) برہمنوں کو ان کے قدیم عہدوں سے ہٹا دیں۔ یہ دخل اندازی اس طبقے کے افراد میں باعث پریشانی و تفکر ہے۔

اس لئے ہمارا یہ فرمان ہے کہ ہمارا شاہی حکم پہونچتے ہی تم یہ ہدایت جاری کردو کہ کوئی بھی شخص غیر قانونی طور پہ دخل اندازی نہ کرے اور ان جگہوں کے برہمنوں نیز دیگر ہندو باشندوں کو پریشان نہ کرے۔ تاکہ ان افراد کا پہلے کی طرح ان تمام مقامات پہ قبضہ برقرار رہے اور وہ لوگ پورے دلجمعی کے ساتھ ہماری سلطنت خداداد کے لئے عبادت کرتے رہیں۔ اس حکم کی تعمیل میں قطعاً تاخیر نہ کی جائے۔"

اس فرمان سے بالکل واضح ہے کہ اورنگ زیب نے مندروں کی تعمیر جدید کے خلاف قطعاً کوئی نیا حکم نہیں جاری کیا بلکہ انہوں نے فقط پہلے سے جاری دستور

کا حوالہ دیا اور اسی دستور کی پابندی پر زور دیا۔ پہلے سے موجود مندروں کو منہدم کرنے کو اس نے سختی سے منع کیا۔ اس فرمان سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اورنگ زیب اپنے ہندو رعایا کو امن و سکون اور خوشحالی کے ساتھ گذر بسر کرنے کے لیے مواقع فراہم کرنے کا دل سے متمنی تھا۔ اورنگ زیب کے جاری کردہ فرامین میں سے یہ فرمان ہی منفرد حیثیت کا حامل نہیں بلکہ ان خیالوں کا اظہار اس نے اپنے دیگر اور فرامین میں بھی کیا ہے۔ مثال کے طور پر بنارس ہیں ہی اُس کا ایک اور فرمان ملتا ہے جس سے یقیناً واضح ہوتا ہے کہ اورنگ زیب فی الحقیقت یہ دل سے چاہتے تھے کہ ان کے دور حکومت میں اُن کے ہندو رعایا بھی امن و سکون کے ساتھ اپنی زندگی گذاریں۔ یہ فرمان بھی اس طرح ہے۔

" رام نگر (بنارس) کے مہاراج راجہ رام سنگھ نے ہمارے دربار عالیہ میں یہ عرضی پیش کی ہے کہ ان کے باپ نے گنگا ندی کے کنارے اپنے مذہبی گرو (مرشد) بھگوت گوسائیں کے رہائش کے لئے ایک مکان بنوایا تھا۔ اب کچھ لوگ گوسائیں کو پریشان کر رہے ہیں۔ اس لیے یہ شاہی فرمان جاری کیا جاتا ہے کہ اس (تحریری) حکم کے پہونچتے ہی تمام موجودہ اور آئندہ آنے والے سرکاری افسران اس کا بخوبی اور یقینی بندوبست کریں کہ کوئی بھی شخص گوسائیں کو پریشان اور ڈرا دھمکا نہ سکے۔ اور نہ ان کے عمل دخل میں کسی بھی طرح کی کوئی دخل اندازی کرے تاکہ وہ پوری دل جمعی کے ساتھ ہماری سلطنت خداداد کی دوام و بقا کے لئے دعا کرتے رہیں۔ اس فرمان پر فوری عمل کیا جائے"۔ بتاریخ ۱۷ ربیع الثانی ۱۰۹۱ھ

اسی طرح جنگم باڑی مٹھ کے (MATH۔ ہندو خانقاہ) مہنت کے پاس موجود

کچھ فرمانوں سے پتہ چلتا ہے کہ اورنگ زیب عالمگیر یہ قطعاً برداشت نہ کر سکتے تھے کہ اُن کے کسی بھی رعایا کا کوئی حقوق غصب کرے۔ خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان ان موجودہ فرامین میں سے ایک فرمان (کا تعلق) جنگم لوگوں (شیو فرقے کے لوگ SHAIV SECT) کی طرف سے ایک مسلمان باشندہ نظیر بیگ کے خلاف شکایت کے سلسلے میں ہے یہ معاملہ اورنگ زیب کے دربار میں جب لایا گیا، جس پہ شاہی حکم دیا گیا کہ ـــــ بنارس صوبہ الہ آباد کے افسروں کو مطلع کیا جاتا ہے پرگنہ بنارس کے باشندگان اُرجن مل اور جنگمیوں نے یہ شکایت کی ہے کہ بنارس کا ایک باشندہ نظیر بیگ نے قصبہ بنارس میں ان کی پانچ حویلیوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ انھیں یہ حکم دیا جاتا ہے کہ اگر یہ شکایت درست پایا جائے اور مذکورہ جائداد پر حق ملکیت (ان کا) ثابت ہو جائے تو نظیر بیگ کو ان حویلیوں میں داخل نہ ہونے دیا جائے ــ تاکہ جنگمیوں کو مستقبل میں اپنی شکایت دور کروانے کے لئے ہمارے دربار میں (دوبارہ) نہ آنا پڑے ــ اس فرمان پہ ۱۱ر شعبان ۱۳ جلوس ۱۰۷۸ھ بمطابق ۱۶۷۲ء کی تاریخ درج ہے۔

اسی مٹھ کے پاس موجود ایک دیگر فرمان میں جس پہ یکم ربیع الاول ۱۰۷۸ھ کی تاریخ درج ہے ـــــ یہ رقم کیا گیا ہے کہ " زمین کا قبضہ جنگمیوں کو دیا گیا۔ فرمان میں ہے۔

" پرگنہ حویلی بنارس کے تمام موجودہ اور آئندہ کے جاگیرداروں و کروڑیوں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ شہنشاہ کے حکم سے ۱۷۸ بیگھہ زمین جنگمیوں کو دی گئی ــــ جسکی قدیم افسران (بالا) نے تصدیق کی تھی اور اس دور کے "حاکم پرگنہ" کی مہر کے ساتھ یہ ثبوت پیش کیا گیا ہے کہ زمین پر انھیں (جنگمیوں) کا حق ہے۔

اس لئے شہنشاہ کی جان کے صدقے کے طور پر یہ زمین انھیں دے دی گئی۔ خریف کی فصل کی شروعات سے زمین پران کا قبضہ بحال کیا جائے ــــ اور پھر سے کسی بھی طرح کی دخل اندازی نہ ہونے دی جائے۔ تاکہ جنگمی لوگ اس کی آمدنی سے اپنی دیکھ بھال کر سکیں۔"

اس فرمان سے صرف یہ واضح نہیں ہوتا کہ اورنگ زیب بنیادی طور پر اپنی طبیعت کے لحاظ سے فطرتاً منصف مزاج واقع ہوئے تھے بلکہ اس سے اسکی بھی وضاحت ہوتی ہے کہ وہ اس طرح کی جائدادوں کی تقسیم میں ہندو مذہبی خدام کے ساتھ کسی بھی طرح سے مذہبی عصبیت اور تنگ نظری کا مظاہرہ نہیں کرتے تھے۔ جنگمیوں کو ۱۷۸ بیگھہ زمین غالباً خود اورنگ زیب عالمگیر نے ہی عطا کیا تھا۔ کیونکہ ایک دوسرے فرمان (مورخہ ۵ رمضان ۱۰۷۱ھ) میں اس کی وضاحت کی گئی ہے کہ یہ زمین مال گذاری سے آزاد ہے۔

اورنگ زیب نے ایک دوسرے فرمان (۱۰۹۸ھ) کے ذریعہ ایک دوسرے (ہندو) مذہبی ادارہ کو بھی جاگیر عطا کیا تھا۔ فرمان میں کہا گیا ہے۔

"بنارس میں گنگا ندی کے کنارے بے نی مادھو (BA iNi MADHO) گھاٹ پہ دو پلاٹ خالی ہیں۔ ایک مرکزی مسجد کے کنارے رام جیون گوسائیں کے گھر کے سامنے اور دوسرا اُس سے پہلے۔ یہ پلاٹ بیت المال کی ملکیت ہے ہم نے یہ پلاٹ رام جیون گوسائیں اور اُس کے لڑکے کو بطور انعام کی شکل میں دیا ــــ تاکہ مذکورہ پلاٹوں پر برہمنوں اور فقیروں کے لئے رہائشی مکان بنوانے کے بعد وہ خدا کی عبادت اور ہماری سلطنت خداداد کی دوام و بقا کے لئے التجا و دعا میں لگ جائیں ــــ ہمارے فرزندوں، وزیروں، امیروں دیگر حکام اعلیٰ، نیز داروغہ اور موجودہ و آئندہ کے تمام کوتوالوں کے لئے

یہ اہم ہدایت ہے کہ وہ اس حکم کی تعمیل میں خصوصی توجہ دیں اور مذکورہ پلاٹ کو مذکورہ بالا اشخاص وان کے وارثان کے قبضہ میں ہی رہنے دیں نیز ان سے نہ کوئی مال گذاری یا ٹیکس لیا جائے اور نہ ان سے ہر سال تجدید سند کے لئے مطالبہ کیا جائے "

ایسا لگتا ہے کہ اورنگ زیب عالمگیر کو اپنی رعایا کے مذہبی جذبات کے احترام کا نہایت درجہ خیال تھا۔ ہمارے پاس اورنگ زیب کا ایک اور فرمان (۲ صفر ۹ جلوس) ہے جو آسام کے شہر گوہاٹی کے اُما نند مندر کے پجاری سُدامن برہمن کے نام ہے۔ آسام کے ہندو راجاؤں کی طرف سے اس مندر اور اس کے پجاری کو زمین کا ایک حصہ اور کچھ جنگلوں کی آمدنی جاگیر کی شکل میں دی گئی تھی۔ تاکہ بھوگ (ایک مذہبی رسم) کا خرچہ پورا کیا جا سکے اور پجاری بھی اپنا گذر بسر کر سکے جب یہ صوبہ اورنگ زیب کے عمل داری میں آیا تو انھوں نے بلا تاخیر ایک فرمان کے ذریعہ اس جاگیر کو حسب سابق رکھنے کا حکم جاری کیا۔

اورنگ زیب کا اہل ہنود اور ان کے مذہب کے ساتھ عالی ظرفی فراخدلی اور احترام باہمی کا ایک اور ثبوت اُجین کے مہا کالیشور مندر کے پجاریوں سے (حاصل ایک فرمان سے) ملتا ہے۔ یہ شیوجی (Shive جی) کا ایک اہم مندروں میں سے ہے جہاں دن رات دِیپ (چراغ) جلتا رہتا ہے۔ اس کے لئے کافی دنوں سے روزانہ چار سیر گھی وہاں کی سرکار کی جانب سے مہیا کرایا جاتا تھا۔ پجاریوں کا کہنا ہے کہ یہ سلسلہ مغل دور حکومت میں بھی جاری رہا۔ نیز اورنگ زیب عالمگیر نے بھی اس رسم کو باقی رکھنے میں کسی بھی طرح سے تنگ نظری کا مظاہرہ نہیں کیا۔ اس سلسلے میں پجاریوں کے پاس بدقسمتی سے کوئی فرمان تو موجود نہیں ہے [۱] لیکن اس حکم نامے کا نقل ضرور

[۱] فرمان کے عدم موجودگی کے متعلق راقم اپنی معلومات اور شواہد کی بنیاد پر دہا تک کہا

موجود ہے۔ جو اورنگ زیب کے دور حکومت میں شہزادہ مراد بخش کی طرف سے جاری کیا گیا تھا۔ (مورخہ ۵ شوال ۱۰۶۱ھ) کو یہ حکم نامہ شہنشاہ کی طرف سے شہزادہ نے مندر کے پجاری دیو نرائن کی درخواست پر جاری کیا تھا۔ حقائق کی تصدیق کے بعد اس حکم نامہ میں کہا گیا ہے کہ مندر کے دیپک کے لئے چبوترا کوتوال کے تحصیل دار چار سیر (اکبری) گھی روزانہ کے حساب سے مہیا کرائیں۔ اس کی نقل اصل حکم نامہ کے جاری ہونے کے ۹۳ سال بعد (۱۱۵۳ھ) محمد سعد اللہ نے دوبارہ جاری کیا۔

(حاشیہ صہ ۷) ڈاکٹر پانڈے سے اختلاف کرتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمان کے پس منظر کو سمجھنے میں غلطی کی ہے یا انھیں صحیح معلومات فراہم نہیں کی گئی ہے۔ میری معلومات کے مطابق مالوہ کا قلعہ مانڈو میں سند دسمبر ۱۹۸۱ء تک قلعہ وغیرہ کے متعلق رہنمائی کرنے والے جناب وشونا تھ شرما کے پاس موجود تھی (پانڈے جی نے یہ تقریر ۲۹ جولائی ۱۹۷۷ء کو راجیہ سبھا (صوبائی اسمبلی) میں کی تھی) شرما جی کے پاس اس سند کے موجود ہونے اور خود اس کا مشاہدہ کرنے کا اعتراف ڈاکٹر دھرم ویر بھارتی سابق مدیر ہندی ہفتہ روزہ دھرم یگ (Dharm youg) نے کیا ہے۔ ڈاکٹر بھارتی اپنے چند احباب کے ساتھ جب مالوہ کے قلعہ مانڈو میں شرما جی سے ملاقات کی تھی۔ اسکی تمام تفصیلات انھوں نے اپنے ہفتہ روزہ میں شائع کیا تھا۔ ملاحظہ کریں بالمصافہ گفتگو کا ایک اہم حصہ یہ رپورٹ کیلاش نارد نے تیار کی تھی ۔۔۔ (واضح ہو کہ شرما جی سے ڈاکٹر بھارتی کی تمام گفتگو تحریری ہوئی تھی کیونکہ شرما جی کی قوت سماعت ضعیفی کے باعث متاثر ہو گئی تھی۔ اس بات کی بھی وضاحت ڈاکٹر بھارتی نے اپنے مضمون میں کیا ہے۔ راقم)

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کریں)

عموماً مورخین اس کا ذکر بہت زیادہ کرتے ہیں کہ احمد آباد میں ناگر سیٹھ کے تعمیر کئے ہوئے چنتامنی مندر کو منہدم کیا گیا۔ لیکن اس حقیقت پر پردہ ڈال دیا جاتا ہے کہ اُسی اورنگ زیب نے اُسی ناگر سیٹھ کے بنوائے شترنجیا اور آبو مندروں کو کافی بڑی جاگیریں بھی عطا کی تھی۔

(حاشیہ صد کا) کیلاش نارد ڈاکٹر بھارتی (مدیر اعلیٰ "دھرم یگ") کا شرما جی سے ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" وشوناتھ شرما باہر آئے۔ ان کے ہاتھوں میں ایک پلندہ تھا۔ کچھ کتابیں کچھ دستاویز وہ کافی پلٹنے لگ رہے تھے، شرما جی بولے،

" میں آج آپ کو ان "جانکاریوں" سے متعارف کراؤں گا جو تاریخ (کی کتابوں) میں درج نہیں ہیں ـــــ اگر تاریخ میں لکھا گیا ہوتا یہ سب، تب نہ تو ہندو مسلم جھگڑے ہوتے اور نہ ہی ملک تقسیم ہو کر بنتا پاکستان "

میز پر رکھی سلیٹ کی سطح پر بھارتی جی نے لکھا۔ کیسی جانکاریاں ہیں، ہم جاننا چاہتے ہیں؟"

" اورنگ زیب نے اُجین کے مہاکالیشور مندر کی پوجا وغیرہ اور آرتی کے لئے حکومت کے خرچ سے روزانہ چار سیر اصلی گھی دیا تھا۔ اور اس طرح ہندو مسلم اتحاد کی وہ مثال قائم کی تھی جس کا تاریخ میں ذکر ہی نہیں ہے " شرما جی نے کہا اور قدیم دستاویزوں میں سے کچھ کاغذات نکالے۔

میں سناٹے میں آ گیا "لیکن اورنگ زیب تو ایک جنونی مذہب پرست تھا ہندوؤں اور ہندو تہذیب سے سخت نفرت کرنے والا ایک کٹر پنتھی " بت شکن " (تھا) میں نے سلیٹ پر لکھا۔

پڑھ کر شرما جی بپھرے " بولے " یہی سب تو انگریز صدیوں، سالوں ہمیں پڑھاتے

(باقی ا۔ صفحہ پر)

بلا شبہ یہ تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ اورنگ زیب نے بنارس کے شونا تھ مندر اور گولکنڈہ کی جامع مسجد کو منہدم کرنے کا حکم دیا تھا لیکن اس کے وجوہات کچھ اور ہی تھے (یعنی مذہبی تعصب کا جذبہ قطعاً کارفرما نہیں تھا) وشونا تھ مندر کے متعلق یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ اورنگ زیب بنگال جاتے ہوئے (جب) بنارس کے پاس سے گذر رہے تھے تو ان کے قافلے میں شامل ہندو راجاؤں نے بادشاہ سے گذارش کیا کہ یہاں قافلہ ایک دن ٹھہر جائے تو ان کی رانیاں بنارس

(بقیہ حاشیہ پچھلے صفحہ کا) رہے، تاکہ ہندو اور مسلمان ایک نہ ہونے پائیں۔ آپس میں لڑ لڑ کر کٹتے مرتے رہیں۔ وہی (انگریزوں کا لکھوایا ہوا خود ساختہ اور من گھڑت) تاریخ جیسے کا تیسا (من وعن) آج تک موجود ہے۔ بے بنیاد بغض و حسد اور نفرت کی گڑھی ہوئی ایک فرسودہ کہانی۔ اسی نفرت انگیز کہانی کو آج تک جامعات (UNIVERSITIES) میں بھی پڑھایا جاتا ہے ـــــ اور پڑھایا جاتا رہے گا

کانپتے ہاتھوں سے بدرنگ ہوگئے اُن کاغذوں پر جمی دھول کو وہ صاف کرنے لگے میں نے اُس دستاویز کو پڑھا۔ ایک پرانی سند تھی وہ۔

"یادداشت بہ مہرے خورد آنکہ بتاریخ ......

۱۰۶۱ ہجری کا واقعہ ہے مہا کالیشور مندر اُجین کے موجودہ پجاری دیو نراین برہمن نے شہنشاہ عالمگیر سے گذارش کیا کہ زمانۂ قدیم سے ہی مہا کالیشور مندر پر جو نندہ دیپ جلا کرتا ہے۔ اس کے خرچ کے تمام انتظامات آپ سے قبل کے حکمرانوں کے ذریعہ کی جاتی رہی ہے۔ لہٰذا شہنشاہ عالمگیر کو بھی اس نندہ دیپ کو روشن رکھنے کا خرچ دینا چاہیئے۔

شہنشاہ عالمگیر کے واقعہ نویس حکیم محمد مہدی نے اس کی تصدیق کی کہ اس سے قبل

(باقی اگلے صفحہ پر)

جا کر گنگا ندی میں غسل کریں گی۔ اور وشو ناتھ جی کے مندر میں گلہائے عقیدت بھی پیش کرائیں گی۔ شہنشاہ اورنگ زیب نے اس گذارش کو بلا پس و پیش اور تاخیر کے شرف قبولیت سے نوازا اور قافلے کے پڑاؤ سے لے کر بنارس تک ۵ میل کی مسافت تک فوجی پہرے کا حفاظتی انتظام بھی کروا دیا۔ رانیاں پالکیوں میں سوار ہو کر گئیں اور غسل و پوجا کے بعد واپس آ گئیں لیکن ایک رانی (کچھ کی مہارانی) واپس نہیں آئیں۔ تو ان کی تلاش شروع ہوئی لیکن پتہ نہیں چل سکا۔ جب اورنگ زیب کو پتہ چلا تو انہیں بہت غصہ آیا اور انہوں نے اپنی فوج کے بڑے بڑے افسروں کو

(بقیہ حاشیہ پچھلے صفحہ کا) کے تحریری شہادت سے اس کا ثبوت ملتا ہے جس کے مطابق اس دیپ کے جلانے کا خرچ (حکومت سے) دیا جانا مناسب ہے۔ بعدہٗ شہنشاہ عالم گیر کے فرمان کے مطابق مہا کالیشور مندر کے لئے روزانہ چار سیر گھی بلا کسی اعتراض کے دیئے جانے کا حکم جاری کیا گیا۔ اور تحصیلدار چبوترے تحویل امین کو تاکید کی گئی۔ بادشاہ عالم گیر کے بھائی شہزادہ مراد بخش نے اس فرمان کو ۱۰۶۱ھ ہجری مطابق ۱۶۵۱ء میں دیو نرائن برہمن کے حوالے کیا۔[1]

مذکورہ بالا بیان سے واضح ہوتا ہے کہ یہ فرمان ضائع نہیں ہوا ہے بلکہ شرما جی کے پاس اس وقت تک محفوظ تھا۔ کیونکہ دھرم یگ میں اس فرمان کا عکس بھی شائع ہوا ہے۔ عکس کے نیچے یہ عبارت درج ہے۔

"اورنگ زیب کے ذریعہ مہا کالیشور مندر کو گھی دیئے جانے کا سند اور اس کا ہندی ترجمہ"[2]

ہاں یہ مسئلہ غور طلب ہے کہ یہ فرمان اب شرما جی کی وفات کے بعد کس کے تحویل میں

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

[1] دھرم یگ (ہندی ہفتہ روزہ) دلی شمارہ ۲۰ دسمبر ۱۹۸۱ء ص ۱۳ کالم ۲، ۳

[2] " " " " " ص ۱۳ کالم ۲۔

[redacted]

کو تلاش کرنے کے لئے بھیجا۔ آخر میں ان افسروں نے دیکھا کہ گنیش کی مورتی جو دیوار میں جڑی ہوئی ہے ہلتی ہوئی نظر آتی ہے۔ انہوں نے مورتی ہٹوا کر دیکھا تو تہ خانے کی سیڑھی ملی اور گمشدہ رانی اسی میں پڑی ہوئی رو رہی تھیں۔ ان کی عزت بھی لٹ گئی تھی۔ اور ان کے زیورات بھی چھین لئے گئے تھے۔ یہ تہ خانہ وشونا تھ جی کے مورتی کے ٹھیک نیچے تھا۔ (ہندو) راجاؤں نے (پجاریوں کے) اس حرکت پہ (سخت) ناراضگی جتائی اور نہایت غم و غصہ کا اظہار کیا۔ چونکہ یہ بہت گھناؤنا جرم تھا۔ اس لئے ان ہندو راجاؤں نے سخت سے سخت کارروائی کی مانگ کی۔ ان کے مطالبہ پر اورنگ زیب عالم گیر نے یہ حکم دیا کہ چونکہ اس پاک جگہ کو ناپاک کیا جا چکا ہے۔ اس لئے وشوناتھ جی کے مورتی کو کہیں اور لے جاکے قائم کیا جائے اور اس ناپاک مندر کو گرا کے زمین کے برابر کر دیا جائے اور مہنت کو گرفتار کر لیا جائے۔

ڈاکٹر پٹابھ سیتارمیّا (Dr. Pattabhi Sita Ramaiya) نے اپنی مشہور کتاب (فیدرس اینڈ اسٹونس) (The Feathers and Stones) میں اس واقعہ کو دستاویزی بنیاد پر صحیح ثابت کیا ہے۔ پٹنہ میوزیم کے سابق کیوریٹر

بقیہ حاشیہ پچھلے صفحہ کا

ہے۔ آیا اب بھی یہ محفوظ ہے یا زمانے کی دست تصرف کی نظر ہو گیا ہے مجھے ایسا لگتا ہے کہ غالباً پانڈے جی کو مندرجہ ذیل عبارت سے غلط فہمی ہوئی ہے جو قابل غور ہے۔

"بادشاہ عالم گیر کے بھائی شہزادہ مراد بخش نے اس فرمان کو ۱۰۶۱ھ مطابق ۱۶۵۲ء میں دیو نرائن برہمن کے حوالے کیا"

لفظ حوالے کیا سے پانڈے جی نے غالباً یہ سمجھا کہ خود مراد بخش نے ہی اس فرمان کو جاری کیا جبکہ ڈاکٹر بھارتی نے خود اورنگ زیب کے سند کا ذکر کیا ہے جس کا میں اوپر حوالہ دے چکا ہوں۔

ڈاکٹر بی۔ایل۔ گپتا نے بھی اس واقعہ کی تصدیق کی ہے۔

گولکنڈہ کی جامع مسجد کا واقعہ یہ ہے کہ وہاں کے راجہ جو تاناشاہ کے نام سے مشہور تھا۔ ریاست کی مالگزاری وصول کرنے کے بعد تاناشاہ نے یہ خزانہ ایک زمین میں دفن کر اس پر مسجد بنوا دیا۔ جب اورنگ زیب کو اس کا پتہ چلا تو انھوں نے حکم دیا کہ یہ مسجد گرادی جائے۔ اس کے بعد دفن شدہ خزانے کو نکال کر رفاہ عام کے کام میں خرچ کیا گیا۔

یہ دونوں مثالیں ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں کہ اورنگ زیب انصاف کے معاملے میں مندر اور مسجد میں کوئی فرق نہیں کرتے تھے۔

بدقسمتی سے دور وسطیٰ اور دور جدید کے بھارتی تاریخ کے واقعات اور کرداروں کو اس طرح توڑ مروڑ کر من گھڑت انداز میں پیش کیا جاتا رہا ہے کہ جھوٹ ہی الہامی حقیقت کی طرح بشکل سچ قبول کیا جانے لگا۔ اور ان لوگوں کو مجرم گردانا جانے لگا جو حق و باطل میں تمیز کرتے ہیں۔ آج بھی فرقہ واریت سے متاثر سماج دشمن عناصر اور مفاد پرست لوگ تاریخ کو توڑنے مروڑنے اور اسے غلط رنگ دینے میں لگے ہوئے ہیں۔

نوٹ:۔ قوسین کی وضاحتی عبارتیں مترجم کی ہیں ــــ نوشاد عالم چشتی۔

دیوبند کا ادبی منظر نامہ

اکابر دیوبند و فضلاء کرام کی ادبی خدمات کے تنقیدی جائزے پر مشتمل ایک کتاب "دیوبند کا ادبی منظر نامہ" زیر ترتیب ہے۔

دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ادیبوں/شاعروں/صحافیوں سے گذارش ہے کہ اپنی تصنیفات و مطبوعہ تخلیقات کی تفصیل سے مطلع فرمائیں عنایت ہوگی۔ (حقانی القاسمی معرفت محمود عالم، ۲۹۱۹ ترکمان گیٹ دہلی ۲)